© rasailojaraid.com

تفسیر سورۃ الفاتحہ

حافظ صلاح الدین یوسف

مذکورہ احادیث سے سورہ فاتحہ کی اہمیت و فضیلت واضح ہے۔ علاوہ ازیں اس کی اہمیت اس سے بھی واضح ہے کہ نبی ﷺ نے اسے نماز میں پڑھنے کو ضروری قرار دیا ہے۔ آپ نے فرمایا:

لا صلاۃ لمن لم یقراء بفاتحۃ الکتاب۔ (صحیح بخاری، صفۃ الصلاۃ، باب وجوب القراءۃ للامام و المأموم فی الصلوۃ کلھا فی الحضر والسفر و ما یجھر فیھا وما یخافیباب وجوب قراءۃ الفاتحہ فی کل رکعۃ، رقم ۳۹۴)

ترجمہ:۔ اس شخص کی نماز نہیں جس نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی۔

اس حدیث میں من کا لفظ عام ہے جو ہر نمازی کو شامل ہے۔ منفرد ہو یا امام یا امام کے پیچھے مقتدی، سری نماز ہو یا جہری، فرض نماز ہو یا نفل، ہر نمازی کے لئے سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔ امام بخاری نے بھی اس حدیث کا جو باب باندھا ہے، اس کا ترجمہ یہ ہے:

"تمام نمازوں میں امام اور مقتدی کے لئے قراءت ضروری ہے، سفر ہو یا حضر، جہری نماز ہو یا سری۔"

وجوب قرات سے مراد ظاہر بات ہے سورۃ فاتحہ کی ہی قرات کا وجوب ہے۔ تاہم کسی کو یہ نہ آتی ہو تو بات اور ہے۔ پھر اس کو جو یاد ہو پڑھ سکتا ہے۔ امام مسلم نے اپنی تبویب میں اس طرف اشارہ کیا ہے اور امام بخاری کی تبویب سے بھی یہ بات واضح ہے۔ تاہم جس کو سورہ فاتحہ یاد ہو، تو ہو اس کے علاوہ جو کچھ پڑھ لے، لیکن سورہ فاتحہ نہ پڑھے تو حدیث کی رو سے اس کی نماز صحیح نہیں ہو گی چاہے کوئی سی بھی نماز ہو اور امام ہو یا مقتدی۔

اس عموم کی مزید تائید اس حدیث عبادہ سے ہوتی ہے جس میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ نماز فجر میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی نبی ﷺ کے ساتھ قرآن کریم پڑھتے رہے جس کی وجہ سے نبی ﷺ قرات بوجھل ہو گئی۔ نماز ختم ہونے کے بعد جب آپ نے صحابہ سے پوچھا کہ تم بھی ساتھ پڑھتے رہے ہو تو انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ تب آپ نے فرمایا:

لا تفعلوا الا بام القرآن، فانہ لا صلاۃ لمن لم یقرابھا۔ (سنن ترمذی، الصلاۃ، باب فی القراءۃ خلف الامام، رقم ۳۱۱، ابو داؤد، باب من ترک القراءۃ فی صلاتہ)

تم ایسا مت کیا کرو۔ (یعنی ساتھ ساتھ مت پڑھا کرو) البتہ سورہ فاتحہ پڑھا کرو، کیونکہ اس کے بغیر کسی کی نماز نہیں ہوگی۔"

حضرت عبادہ بن صامت ہی سے ایک اور روایت دوسرے طریق سے آئی ہے۔ اس میں بڑی وضاحت سے مسئلہ زیر بحث کی تفصیل ہے۔ یہ طبرانی کبیر کی روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من قراء خلف الامام فلیقراء بفاتحۃ الکتاب۔ (رواہ الطبرانی فی الکبیر و رجالہ موثقون۔ (مجمع الزوائد ج ۲، ص ۱۱۱، طبع قدیم ۱۹۶۷ء)

"جو امام کے پیچھے نماز پڑھے، اسے چاہئے کہ وہ سورہ فاتحہ پڑھے" اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

عہد رسالت میں جہری نماز میں امام کے پیچھے صحابہ کرام کے قرآن پڑھنے کا واقعہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ اس میں ہے کہ نبی ﷺ نے صحابہ کو ایسا کرنے سے منع فرمایا اور ساتھ ہی ان الفاظ میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی تاکید فرمائی۔

فلا تفعلوا لیقرا احدکم بفاتحۃ الکتاب فی نفسہ۔ رواہ ابو یعلی و الطبرانی فی الطبرانی فی الاوسط و رجالہ ثقات۔ (مجمع الزوائد، ج ۲، ص ۱۱۰)

ترجمہ:۔ "تم ساتھ ساتھ قرآن مت پڑھو، البتہ سورہ فاتحہ تم اپنے جی میں پڑھ لیا کرو۔" مسند احمد میں ایک اور صحابی سے یہ روایت اس طرح ہے:

لعلکم تقرؤون والامام یقرء قالھا ثلاثا، قالوا انا لنفعل ذلک قال فلا تفعلوا الا ان یقراء احدکم بفاتحۃ الکتاب فی نفسہ۔ رواہ احمد، و رجالہ، رجال الصحیح (مجمع، ج ۲، ص ۱۱۱)

ترجمہ:۔ نبی ﷺ نے فرمایا شاید تم امام

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے ساتھ ساتھ پڑھتے ہو؟ تین مرتبہ آپ نے پوچھا، صحابہ نے عرض کیا، (ہاں) ہم ایسا کرتے ہیں، آپ نے فرمایا، اس طرح نہ کیا کرو، مگر یہ کہ تمہارا ایک آدمی اپنے جی میں سورہ فاتحہ پڑھ لیا کرے۔

ان تمام روایات میں صراحت ہے کہ جب امام اونچی آواز سے قراءت کرے، جیسے مغرب، عشاء اور فجر کی نماز میں ہوتا ہے، تو مقتدی کیا کرے؟ خاموش رہے، جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں، نہیں، بلکہ اپنے جی میں سورہ فاتحہ پڑھے، البتہ سورہ فاتحہ جی میں پڑھنے کے بعد خاموش رہے اور امام کی قرات سنے۔

یہی وجہ ہے کہ سورہ فاتحہ کو الکافیہ بھی کہا جاتا ہے۔ جس کا مطلب ہے کفایت کر جانے والی سورت۔ چنانچہ عبداللہ بن یحیی بن ابی کثیر سے پوچھا گیا کہ کیا امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھی جائے؟ انہوں نے کہا، کیا تو مجھ سے الکافیۃ کی بابت پوچھ رہا ہے؟

سائل نے کہا، الکافیۃ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا، سورے فاتحہ، پھر فرمایا:

اما علمت انها تکفی عن سواها ولا یکفی سواها عنها (فتح القدیر، للشوکانی ا ر ا" طبع جدید)

ترجمہ:۔ تو نہیں جانتا کہ یہ سورت اپنے سوا ہر ایک طرف سے کافی ہو جاتی ہے، لیکن اس کے سوا دوسری سورتیں اس کی طرف سے کافی نہیں ہوتی۔

اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من صلی صلاۃ لم یقراء فیھا بام القرآن فھی خداج، ثلاثا، غیر تمام۔

ترجمہ:۔ جس نے بغیر فاتحہ کے نماز پڑھی، تو اس کی نماز ناقص ہے" تین مرتبہ آپ نے فرمایا۔

حضرت ابوہریرہ نے فرمایا:

اقراء بھا فی نفسک۔

ترجمہ:۔ امام کے پیچھے تم سورہ فاتحہ اپنے جی میں پڑھو)

اس لئے کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے۔

قسمت الصلاۃ بینی و بین عبدی نصفین۔ (الحدیث)

ترجمہ:۔ میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کر دیا ہے۔

اس میں نماز سے مراد سورہ فاتحہ ہے۔ کیونکہ سورہ فاتحہ ہی کو آدھا آدھا تقسیم کیا گیا ہے۔ یعنی الحمد للہ رب العالمین۔ سے۔ یوم الدین تک اللہ تعالی کی تعریف (حمد و ثناء) اور تمجید ہے اور "ایاک نعبد و ایاک نستعین" اللہ اور بندے کے درمیان مشترک ہے۔ (صحیح مسلم، الصلاۃ، باب وجوب قراۃ الفاتحہ فی کل رکعۃ، رقم ۳۹۵)

اس حدیث قدسی میں سورہ فاتحہ کو نماز سے تعبیر کیا گیا ہے، کیونکہ اس کے بغیر نماز صحیح نہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی یہی استدلال فرما کر امام کے پیچھے بھی سورہ فاتحہ پڑھنے کو ضروری قرار دیا۔

مذکورہ احادیث سے واضح ہوا کہ قرآن مجید میں جو آتا ہے:

و اذا قرء ی القرآن فاستمعوا له و انصتوا۔ (الاعراف ۲۰۴)

ترجمہ:۔ جب قرآن پڑھا جائے تو سنو اور خاموش رہو۔

یا حدیث

و اذا قراء فانصتوا (بشرط صحت)

ترجمہ:۔ جب امام قراءت کرے تو خاموش رہو۔ کا مطلب یہ ہے کہ جہری نمازوں میں مقتدی سورہ فاتحہ کے علاوہ باقی قراءت خاموشی سے سنیں، امام کے ساتھ قرآن نہ پڑھیں اور ائمہ حضرات اگر سنت نبوی کے مطابق سورہ فاتحہ کی تلاوت کریں، یعنی ہر آیت پر وقف کریں۔ جیسا کہ نبی ﷺ کیا کرتے تھے تو ان وقفوں میں مقتدی حضرات بہ آسانی سورہ فاتحہ پڑھ سکتے ہیں۔ نبی ﷺ کی قرات کی کیفیت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ آپ ہر آیت کو قطع کر کر کے پڑھتے تھے۔ الحمد للہ رب العالمین پڑھتے، ثم یقف (پھر ٹھہر جاتے) پھر الرحمن الرحیم پڑھتے، پھر ٹھہر جاتے ..... (سنن ترمذی والمستدرک بحوالہ صحیح الجامع الصغیر، رقم ۵۰۰۰، ارواء الغلیل، رقم ۳۴۳)

اس طرح مسنون قراءت میں وقفہ ء امام میں سورہ فاتحہ پڑھی جائے یا پھر جی میں خاموشی سے پڑھ لے، جیسا کہ گزشتہ روایات میں صراحت ہے۔

بعض علماء کے نزدیک امام اگر سورہ فاتحہ پڑھنے کے بعد سکتہ کرے۔ (یعنی کچھ دیر خاموش رہے) تو مقتدی اس سکتے میں بھی سورہ فاتحہ پڑھ سکتے ہیں۔ اس مسلک کی بھی تائید بعض احادیث سے ہوتی ہے، تاہم بہتر صورت پہلی اور دوسری ہی ہے۔ بہرحال اس طریقے سے آیت قرآنی اور احادیث صحیحہ میں کوئی تعارض نہیں رہتا، جیسا کہ بعض لوگ باور کراتے ہیں۔ جب کہ سورہ فاتحہ کی ممانعت سے یہ پہلو نکلتا ہے کہ خاکم بدہن قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں باہم ٹکراؤ ہے اور دونوں میں سے کسی ایک پر ہی عمل ہو سکتا ہے، بیک وقت دونوں پر عمل ممکن نہیں۔ فنعوذ باللہ من ھذا۔ (مزید دیکھیے سورہ اعراف، آیت ۲۰۴ کا حاشیہ اور اس موضوع سے متعلقہ کتابیں، جیسے تحقیق الکلام۔ از مولانا عبدالرحمان مبارک پوری رحمہ اللہ، خیر الکلام، از حضرت العلام محمد محدث گوندلوی رحمہ اللہ اور توضیح الکلام از مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ۔ (تعلیقات ترمذی از احمد شاکر، ج ۲، ص ۱۲۴، المحلی رقم ۳۶۰، ج ۳، ص ۲۳۶، ۲۴۳ وغیرھا)

© rasailojaraid.com